

## دین میں مصالح کی اہمیت

\_\_\_\_\_ مولانا محمد جرجیس کریچی

اسلام کی مختلف خصوصیات میں سے ایک خصوصیت یہ ہے کہ یہ دین مصلحتوں اور حکمتوں پر مبنی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جو احکام دیے ہیں ان میں انسانوں کے لیے بے پناہ فوائد پوشیدہ ہیں۔ اگر ان احکام پر عمل نہ کیا جائے اور دین کو ترک کر دیا جائے تو ان فوائد سے محرومی کے ساتھ طرح طرح کے نقصانات لاحق ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَمَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي الدِّينِ مِنْ حَرَجٍ - (الحج: ۷۸)

اور اللہ نے تمہارے لیے دین میں کوئی حرج نہیں بنایا ہے۔

اسلام میں مصالح اور علماء کی آراء

قرآن و حدیث میں ایسی بے شمار نصوص ہیں جن میں احکام میں مصالح اور حکمتوں کی وضاحت کی گئی ہے اور علماء نے اس پر مستقل کتابیں تصنیف کی ہیں، جن میں اسرار شریعت اور احکام کی علتوں کو بیان کیا گیا ہے۔ علماء اہل سنت کا اس بات پر اتفاق ہے کہ اللہ تعالیٰ حکیم ہے اور اس کے احکام میں حکمت و مصلحت پائی جاتی ہے۔ امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

فأئمة الفقهاء متفقون على اثبات	تمام ائمہ فقہاء احکام شرع میں حکمت و
الحكمة والمصالح في أحكامه	مصالح کے اثبات کے مسئلے پر متفق ہیں۔
الشرعية وانما ينازع في ذلك	اس سلسلے میں قیاس کو نہ ماننے والوں اور
طائفة من نفاة القياس وغير نفاة ۲	کچھ دوسرے لوگوں نے اختلاف کیا ہے۔

جو لوگ احکام میں مصالح اور حکمتوں کا انکار کرتے ہیں ان کے اعتراضات کا

جواب دیتے ہوئے امام موصوف لکھتے ہیں:

”اہل سنت اللہ تعالیٰ کے احکام میں تعلیل (علت) کے قائل ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کسی چیز کو پسند کرتا ہے اور وہ راضی ہوتا ہے، جیسا کہ قرآن و سنت سے ثابت ہے۔ ان کے نزدیک پسند کرنا اور راضی ہونا مطلق طور پر کسی چیز کا ارادہ کرنے کے مقابلے میں زیادہ خاص ہے (یعنی کسی حکم کی بجا آوری رضائے الہی کے لیے ہونا اس کی علت قرار دی جاسکتی ہے) بے شک اللہ تعالیٰ کفر، فسق اور عصیان کو پسند نہیں کرتا، اگرچہ کہ اللہ کی مشیت و ارادہ کے بغیر کوئی شخص ان افعال کو انجام نہیں دے سکتا“۔ ۳

ایک اعتراض یہ کیا جاتا ہے کہ احکام میں علت تسلیم کرنے کی صورت میں تسلسل اور دور لازم آئے گا اور اللہ تعالیٰ حکمت کا تابع قرار پائے گا، جس سے وہ برتر و بالا ہے۔ اس اعتراض کا جواب دیتے ہوئے امام موصوف لکھتے ہیں:

”یہ تسلسل مستقبل میں واقع ہونے والے واقعات کے بارے میں لازم آتا ہے نہ کہ گذشتہ واقعات کے بارے میں۔ پس جب اللہ تعالیٰ نے کسی کام کو کسی حکمت کے لیے انجام دیا تو حکمت اس فعل کے بعد حاصل ہوگئی۔ اب اگر اس حکمت سے دوسری حکمت چاہی جائے تو یہ تسلسل مستقبل میں پیش آئے گا۔ اور وہ حاصل شدہ حکمت اللہ تعالیٰ کے نزدیک پسندیدہ اور ایک دوسری حکمت کا سبب ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیشہ ایسی حکمتیں پیدا کرتا رہتا ہے جن کو وہ پسند کرتا ہے اور ان کو دوسری حکمتوں کا سبب بھی بناتا رہتا ہے۔ جمہور مسلمان اور دوسرے فرقوں کے لوگ مستقبل میں تسلسل کے قائل ہیں، ان کے نزدیک جنت اور جہنم میں ثواب و عذاب ایک کے بعد ایک تسلسل کے ساتھ حاصل رہے گا“۔ ۴

امام موصوف دین میں مصالح اور حکمتوں کی موجودگی کے حوالے سے لکھتے ہیں:

”جب فرد کو معلوم ہو گیا کہ فی الجملہ اللہ تعالیٰ کے دین (او امر و نواہی) میں عظیم حکمتیں ہیں تو اتنی ہی بات اس کے لیے کافی ہے، پھر جوں جوں اس کے ایمان و علم میں اضافہ ہوگا اس پر حکمت اور رحمت الہی کے اسرار کھلتے جائیں گے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم میں ارشاد فرمایا ہے:

”سَنُرِيهِمْ آيَاتِنَا فِي الْآفَاقِ وَفِي أَنْفُسِهِمْ حَتَّىٰ يَتَبَيَّنَ لَهُمْ أَنَّهُ الْحَقُّ“ (فصلت: ۵۳) ”عن قریب ہم ان کو اپنی نشانیاں آفاق میں بھی دکھائیں گے اور ان کے اپنے نفس میں بھی، یہاں تک کہ ان پر یہ بات واضح ہو جائے گی کہ یہ قرآن برحق ہے۔“ یا جیسا کہ ایک حدیث میں اس مفہوم کو مزید واضح کیا گیا ہے: ”اللہ بندوں کے حق میں اس سے زیادہ رحیم ہے، جتنا ماں اپنے بچے کے لیے رحم دل ہوتی ہے۔“ ۵۔

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے اپنی کتاب حجۃ اللہ البالغہ میں ان لوگوں کی پرزور تردید کی ہے جنہوں نے احکام میں مصلحتوں کا انکار کیا ہے۔ لکھتے ہیں:

قد يُظنُّ أن الأحكام الشرعية غير متضمنة لشيء من المصالح ... وهذا ظن فاسد تكذبه السنة واجماع القرون المشهود لها بالخير ۱۔

بعض لوگ خیال کرتے ہیں کہ احکام شرعیہ قطعاً حکمتوں اور مصلحتوں پر مشتمل نہیں ہیں ..... یہ خیال سراسر فاسد ہے اور سنت اور اجماع امت سے اس کی تردید ہوتی ہے۔

مصالح کے فوائد

محدث دہلوی نے ان مصالح اور حکمتوں کو جاننے کے فوائد بھی تفصیل سے بیان کیے ہیں۔ ان میں سے بعض اہم فوائد درج ذیل ہیں:

۱- اس سے معجزہ قرآن کی طرح (جس کے معارضہ سے انسان عاجز ہو گئے) شریعت کے معجزے کا اظہار ہوتا ہے کہ حضرت محمد ﷺ کی لائی ہوئی شریعت تمام شریعتوں سے کامل تر ہے اور اس میں ایسی مصلحتیں پیش نظر رکھی گئی ہیں جن کی رعایت کسی اور طریقے پر ممکن نہیں۔ یہ کامل شریعت ایک نبی امی کی طرف سے پیش کی گئی ہے۔

۲- شریعت اسلامیہ پر کامل ایمان و یقین کے ساتھ اگر اس کی مصلحتیں بھی معلوم ہو جائیں تو اطمینان قلبی حاصل ہوتا ہے اور یہ طمانیت شرعاً مطلوب ہے، جیسا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ایمان کامل کے باوجود اللہ تعالیٰ سے اس کا مطالبہ کیا تھا۔ چنانچہ اس کے لیے ان کے سامنے ایک معجزہ دکھادیا گیا۔

۳- فروعی مسائل میں فقہاء کے درمیان اختلافات رونما ہوئے ہیں۔ مصالِح کے علم سے ان اختلافات میں کسی ایک مسئلے کو ترجیح دینے میں مدد ملتی ہے۔

۴- شریعت کے بعض مسائل میں بعض فرقوں کو شک ہے۔ وہ خیال کرتے ہیں کہ ان میں شریعت کا حکم خلاف عقل ہے اور جو چیز عقل کے خلاف ہو اسے رد کر دینا چاہیے، جیسے عذاب قبر کے بارے میں معتزلہ کو شک ہے۔ اسی طرح قیامت میں حساب کتاب اور اعمال کے تولے جانے کے بارے میں وہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ علیم وخبیر ہے، اسے حساب لینے اور اعمال کو تولنے کی کیا ضرورت؟ غرض کہ اس طرح کے اور دیگر مسائل کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ وہ خلاف عقل ہیں۔ اس کا سدّ باب اس طرح کیا جاسکتا ہے کہ ان کے بارے میں مصلحتوں اور حکمتوں کو بیان کیا جائے، تاکہ شک کا ازالہ ہو۔<sup>۵</sup> امام ابن تیمیہؒ لکھتے ہیں کہ ”شرعی احکام میں تین طریقوں سے مصالِح ثابت ہوتے ہیں:

۱- متعلق فعل میں مصلحت شامل ہو، اگرچہ شریعت میں اس کی وضاحت نہ کی گئی ہو، جیسے عدل و انصاف کی مصلحت دنیا میں امن و امان کا قیام ہے اور ظلم اور نا انصافی فسادِ عالم کا سبب ہے۔ یہ مصلحت عقل اور شرع دونوں سے ثابت ہے۔

۲- شریعت نے جب کوئی حکم دیا تو اس کی بجا آوری ہی میں مصلحت ہے اور کسی چیز سے منع کیا تو اس سے احتراز کرنا ہی تقاضائے مصلحت ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ شارع کے حکم سے حسن و فحیح کا تعین ہوتا ہے۔

۳- اللہ تعالیٰ کسی حکم کے ذریعہ بندے کا محض امتحان لینا چاہتا ہو کہ وہ اس کی اطاعت کرتا ہے یا نہیں؟ حقیقت میں حکم کی تعمیل مقصود نہ ہو، جیسے حضرت ابراہیم

علیہ السلام کو بیٹے کی قربانی کا حکم دینا، یا بنی اسرائیل کے تین افراد (گنجا، برص زدہ اور اندھے) کی آزمائش کہ وہ اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی خصوصی نعمتوں کا اعتراف کریں اور راہ حق میں خرچ کریں۔ اس صورت میں حکمتِ نفسِ حکم میں ہے نہ کہ اس کی تعمیل کرنے میں۔“ ۹۔

علامہ ابواسحاق الشاطبیؒ فرماتے ہیں:

إن وضع الشرائع إنما هو لمصالح العباد في العاجل والآجل معاً۔<sup>۱۰</sup>  
 احکام شریعت کا اصل مقصد دنیا و آخرت میں بندوں کے مصالح کی حفاظت ہے۔  
 علامہ ابن قیم الجوزیہؒ لکھتے ہیں:

فإن الشريعة مبناها وأساسها على الحكم ومصالح العباد في المعاش والمعاد، وهي عدل كلها ورحمة كلها ومصالح كلها وحكمة كلها۔<sup>۱۱</sup>  
 شریعت کی بنا اور اساس بندوں کے دنیوی و اخروی مصالح اور حکمتیں ہیں اور وہ پوری کی پوری عدل، رحمت، حکمت اور مصلحت ہے۔  
 مصلحت کا معنی و مفہوم

صَلَح ، يَصْلَح ، صلاحاً و صلوحاً و صلاحية کے معنی درست اور ٹھیک ہونے کے ہیں۔ اسی سے مصلحت ہے اور اس کی جمع مصالح ہے۔ اس کی ضد فساد اور مفسدہ ہے، جس کے معنی بگاڑ اور خرابی کے آتے ہیں۔ اس کے اصطلاحی معنی ہیں احکامِ شرع کا مصالح کے مطابق ہونا۔ اس میں جلبِ منفعت اور دفعِ مضرت دونوں پہلو شامل ہوتے ہیں۔ علماء اسلام نے مصالح کی تشریح مختلف زاویوں سے کی ہے۔ امام غزالیؒ فرماتے ہیں:

”منفعت کا حصول اور مضرت کا دفع کرنا مخلوق کی بنیادی ضروریات میں سے ہے اور خلق کی اصلاح اس امر پر ہے کہ ان کے مقاصد پورے کیے جائیں۔ یہاں اصلاح سے مراد وہ اصلاح ہے، جو شریعت کا مقصود ہے اور خلق کے حق میں شریعت کا مقصود پانچ امور ہیں: دین کی

حفاظت، نفس کی حفاظت، عقل کی حفاظت، نسل کی حفاظت اور مال کی حفاظت۔ لہذا ہر وہ حکم یا طریقہ جو ان پانچ اصولوں کا ضامن ہوگا، مصلحت اور اصلاح کہلائے گا اور جس سے یہ اصول فوت ہوتے ہیں وہ طریقہ مفسدہ کہلائے گا اور مفسدہ کو دفع کرنا واجب و لازم ہے۔<sup>۱۲</sup> علامہ آمدی مصلحت کی تشریح ان الفاظ میں کرتے ہیں:

”حکم کی مشروعیت کا مقصود یا تو کسی مصلحت و فائدہ کو حاصل کرنا ہے، یا کسی مضرت کو دور کرنا، یا دونوں ہی مقصود ہیں۔“<sup>۱۳</sup>

مصالح دین کو مقاصد شریعت بھی کہا جاتا ہے۔ شیخ طاہر بن عاشور مقاصد شریعت کی تشریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

”مقاصد شریعت ان معانی اور حکمتوں کو کہتے ہیں جنہیں شارع نے قانون سازی کے تمام یا اکثر حالات میں ملحوظ رکھا ہے، اس طور پر کہ اسے شریعت کے کسی خاص قسم کے حکم کے ساتھ مخصوص نہیں رکھا گیا ہے۔ لہذا اس میں شریعت کے وہ عمومی اوصاف اور اہداف بھی آتے ہیں جنہیں ملحوظ رکھنے سے شریعت پہلو تہی نہیں کرتی۔“<sup>۱۴</sup> استاذ علال الفاسی فرماتے ہیں:

”مقاصد شریعت، شریعت کے اہداف اور ان اسرار و رموز کو کہتے ہیں جنہیں شارع نے تمام احکام میں ملحوظ رکھا ہے۔“<sup>۱۵</sup>

ڈاکٹر یوسف حامد العالم نے مصلح کی وضاحت ان الفاظ میں کی ہے:

”مقاصد شریعت ان مصالح و فوائد کو کہتے ہیں جو بندوں کو دنیا و آخرت میں حاصل ہوتے ہیں، خواہ یہ فوائد جلب منفعت کے ذریعے حاصل ہوں یا دفع مضرت کے ذریعے۔“<sup>۱۶</sup>

مصلحت کی قسمیں

مصلحت کی بنیادی طور پر دو قسمیں ہیں: اخروی اور دنیاوی۔ اخروی مصلحت

دین میں مصالح کی اہمیت

سے مراد موت کے بعد آخرت میں اللہ کی رضا کا حصول، جنت میں داخلہ اور جہنم سے نجات ہے۔ اور دنیاوی مصلحت کا تعلق دنیا کی زندگی میں منفعت کے حصول یا دفع مضرت سے ہے۔ جمہور فقہاء نے دنیاوی مصالح کی تین قسمیں کی ہیں: ۱- ضروریہ، ۲- حاجیہ، ۳- تحسینیہ۔ ۱۔

۱- مصلحتِ ضروریہ

مصلحتِ ضروریہ کا معنی ہے وہ مصلحت جس کی رعایت کے بغیر انسان کی صحت مندانہ زندگی کا تصور ممکن نہ ہو۔ عصری اصطلاح میں اسے انسان کے بنیادی حقوق بھی کہہ سکتے ہیں۔ مصلحتِ ضروریہ کا دائرہ پانچ چیزوں پر محیط ہے:

۱- دین، ۲- جان، ۳- نسل، ۴- مال، ۵- عقل۔

ذیل میں ان کی اہمیت سے متعلق اسلام کا نقطہ نظر پیش کیا جاتا ہے:

دین و عقیدہ کی حفاظت:

اسلام کے نزدیک انسان کی زندگی دین و عقیدہ کے بغیر بے معنی ہے۔ وہ اس بات کو ہرگز پسند نہیں کرتا کہ آدمی ایمان و عقیدہ سے عاری زندگی گزارے۔ ایسی صورت میں وہ اس بات کو کیسے پسند کر سکتا ہے کہ وہ دوسرے کے دین و عقیدہ میں خلل ڈالنے کا باعث ہو، یا خود اپنے ایمان سے پھر جائے۔ شریعت کی نگاہ میں یہ قابل سزا جرم ہے۔ دوسرے معنی میں اسلام معاشرہ کو مذہبی خلفشار سے بچانا چاہتا ہے۔ ایسا نہ ہو کہ آدمی خود گم راہ ہو اور دوسروں کی گم راہی کا بھی سبب بنے۔ اس کے سدِّ باب کے آخری ذریعہ کے طور پر سزائے مرتد متعین کی گئی ہے۔

نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے:

من بدل دینہ فاقتلوه - ۱۸

جو اپنے دین کو تبدیل کر لے (یعنی اسلام

سے پھر جائے) اسے قتل کر دو۔

دین کی حفاظت کا تعلق صرف مرتد اور بدعتی کے حوالے سے ہی نہیں، بلکہ کفار و

مشرکین کے حوالے سے بھی مطلوب ہے۔ چنانچہ ان میں سے جو لوگ مسلمانوں کے خلاف جنگ پر آمادہ ہوں ان سے جنگ کرنے کا حکم دیا گیا ہے، اس کی بنیادی وجہ دین کی حفاظت ہے۔ تاکہ کفر و شرک اور باطل ادیان غالب ہو کر مسلمانوں کے لیے فتنہ کا باعث نہ ہوں۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَاقْتُلُوهُمْ حَيْثُ ثَقِفْتُمُوهُمْ  
وَآخِرِ جُوهِهِمْ مَنْ حَيْثُ أَخْرَجُوكُمْ  
وَالْفِتْنَةُ أَشَدُّ مِنَ الْقَتْلِ۔ (البقرة: ۱۹۱)

ان سے لڑو جہاں بھی تمہارا ان سے مقابلہ  
پیش آئے اور انہیں نکالو جہاں سے انہوں نے  
تم کو نکالا ہے، اس لیے کہ قتل اگرچہ برا ہے،  
مگر فتنہ اس سے بھی زیادہ برا ہے۔

حفاظت دین کے مفہوم میں شعائر دین، مساجد، جماعت، سنت کی حفاظت اور امر بالمعروف و نہی عن المنکر بھی شامل ہے۔

## جان کی حفاظت

کرہ ارضی کی ساری آبادی، یہاں کی بہاریں اور سرگرمیاں انسانوں کے دم سے ہیں اور ان کی زندگی کی بقا کا انحصار اس بات پر ہے کہ وہ ایک دوسرے کی جان کے درپے نہ ہوں، ورنہ یہ دنیا ویران ہو جائے گی اور یہاں کی ساری رونق جاتی رہے گی۔ اسی لیے اسلام میں ایک آدمی کے قتل کو پوری انسانیت کے قتل کے مترادف قرار دیا گیا ہے۔ اس کے معنی یہ ہیں کہ جو شخص ناحق کسی کی جان لیتا ہے وہ صرف ایک ہی فرد پر ظلم نہیں کرتا، بلکہ اس کا عمل یہ بھی ظاہر کرتا ہے کہ اس کا دل حیاتِ انسانی کے احترام سے خالی ہے۔ لہذا وہ ایسے ہی ہے جیسے اس نے پوری انسانیت کا قتل کیا ہو۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

مَنْ قَتَلَ نَفْسًا بِغَيْرِ نَفْسٍ أَوْ فَسَادٍ فِي  
الْأَرْضِ فَكَأَنَّمَا قَتَلَ النَّاسَ جَمِيعًا  
وَمَنْ أَحْيَاهَا فَكَأَنَّمَا أَحْيَا النَّاسَ  
جَمِيعًا (المائدة: ۳۲)

جس کسی نے سوا اس حالت کے کہ قصاص لینا  
ہو یا ملک میں فساد پھیلانے (لوٹ مار  
کرنے) والوں کو سزا دینی ہو، کسی جان کو قتل  
کر ڈالا تو گویا اس نے تمام انسانوں کا خون کیا  
اور جس نے کسی کی زندگی بچائی ہو تو گویا اس  
نے تمام انسانوں کو زندگی دی۔



دین میں مصاحل کی اہمیت

انسانی جان کی قدر و قیمت کا تقاضا ہے کہ آدمی خود بھی اپنی جان کو ختم کر دینے کے درپے نہ ہو۔ اس لیے اسلام میں خودکشی حرام ہے۔ ارشادِ باری ہے:

وَلَا تَقْتُلُوا أَنْفُسَكُمْ إِنَّ اللَّهَ كَانَ بِكُمْ رَحِيمًا۔ (النساء: ۲۹)

تمہارے اوپر مہربان ہے۔

حفاظتِ جان کے مد نظر ہی شریعت میں قصاص کے احکام دیے گئے ہیں، جس میں نہ صرف جان کے بدلے جان کی دفعہ بیان کی گئی ہے، بلکہ معمولی چوٹ اور زخم، حتیٰ کہ تھپڑ پر بھی قصاص کو مشروع کیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَكَتَبْنَا عَلَيْهِمْ فِيهَا أَنْ النَّفْسَ  
بِالنَّفْسِ وَالْعَيْنَ بِالْعَيْنِ وَالْأَنْفَ  
بِالْأَنْفِ وَالْأُذُنَ بِالْأُذُنِ وَالسِّنَّ  
بِالسِّنِّ وَالْجُرُوحَ قِصَاصٌ۔  
(المائدة: ۴۵)

اور ہم نے یہودیوں کے ذمہ تورات میں  
یہ بات مقرر کر دی تھی کہ جان کے بدلے  
جان اور آنکھ کے بدلے آنکھ اور ناک کے  
بدلے ناک اور کان کے بدلے کان اور  
دانت کے بدلے دانت، اور زخموں کا بھی  
برابر کا بدلہ ہے۔

ساتھ ہی قصاص کو انسانوں کے لیے حیات بخش قرار دیا گیا ہے:

وَلَكُمْ فِي الْقِصَاصِ حَيَوةٌ يَا أُولِي  
الْأَلْبَابِ لَعَلَّكُمْ يَتَّقُونَ۔ (البقرة: ۱۷۹)

عقل و خرد رکھنے والو، تمہارے لیے قصاص  
میں زندگی ہے۔ امید ہے کہ تم اس قانون  
کی خلاف ورزی سے پرہیز کرو گے۔

## نسل کی حفاظت

نسل کی حفاظت درحقیقت نوع انسانی کی حفاظت ہے، کیوں کہ دوسری صورت میں انسانی معاشرہ خلفشار کا شکار ہو جائے گا۔ شریعت کی نگاہ میں ضروری ہے کہ ہر بچہ اپنے والدین کی نگرانی میں تربیت پائے اور وہی ان کا وارث بنے۔ یہ مقاصد چونکہ صرف ازدواجی زندگی سے حاصل ہوتے ہیں۔ اس لیے اسلام میں نکاح کو مشروع قرار دیا گیا ہے اور دیگر ہر طرح کے جنسی تعلقات کو حرام کیا گیا ہے اور ان پر حد مقرر کی گئی ہے۔ (النور: ۲)

حفاظتِ نسل کا دوسرا پہلو یہ ہے کہ کسی کے نسب کو مہتمم کیا جائے نہ بغیر پختہ ثبوت کے اس پر زنا کا الزام لگایا جائے، کیوں کہ اس صورت میں نسب کے تعین میں شبہ پیدا ہوگا اور پیدا شدہ بچے کے مصالِح فوت ہوں گے، نیز مہتمم شخص کی سماجی زندگی متاثر ہوگی۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَالَّذِينَ يَرْمُونَ الْمُحْصَنَاتِ ثُمَّ لَمْ يَأْتُوا بِإِبْرَئِيعَةِ شُهَدَاءَ فَاجْلِدُوهُمْ ثَمَانِينَ جَلْدَةً وَلَا تَقْبَلُوا لَهُمْ شَهَادَةً أَبَدًا۔ (النور: ۴)

اور وہ لوگ جو پاک دامن عورتوں پر زنا کا الزام لگاتے ہیں اگر وہ چار گواہ نہ لائیں تو انہیں اسی کوڑے مارے جائیں اور ان کی گواہی ہمیشہ کے لیے ناقابل اعتبار سمجھی جائے۔

## مال کی حفاظت

مال زندگی کی بنیادی ضروریات میں سے ہے۔ اس کے بغیر انسان کو خوراک، لباس اور مکان کے سلسلے میں کوئی چارہ نہیں۔ مال نہ ہو تو آدمی غربت و افلاس کا شکار ہو جائے۔ اس لیے شریعت نے مال کمانے، رکھنے اور خرچ کرنے کے ساتھ اس کو چوری، غصب اور ڈاکہ زنی سے محفوظ رکھنے کے احکام دیے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَأْكُلُوا أَمْوَالَكُم بَيْنَكُم بِالْبَاطِلِ إِلَّا أَنْ تَكُونَ تِجَارَةً عَنِ تَرَاضٍ مِّنْكُمْ۔ (النساء: ۲۹)

اے ایمان والو، ایک دوسرے کا مال ناجائز طریقے سے نہ کھاؤ، مگر یہ کہ کوئی مال باہمی رضامندی سے تجارت کے ذریعے حاصل ہو جائے۔

ناجائز طریقے سے دوسرے کا مال کھانے کے منہوم میں ہر وہ طریقہ شامل ہے جو شریعت اور عرف عام میں ناجائز ہو، چاہے وہ عیال ہو یا خفیہ۔ ایک حدیث میں ہے:

من اشترى سرقة وهو يعلم انها سرقة فقد شرك في عارها واثمها۔ ۱۹

جس نے چوری کا مال خریدا، یہ جانتے ہوئے کہ یہ چوری کا مال ہے، وہ اس کے گناہ اور برائی میں شریک ہوا۔

دین میں مصالح کی اہمیت

حفاظتِ مال کی غرض سے شریعت اسلامیہ میں چوری اور ڈاکہ زنی کی سزا متعین کی گئی ہے۔ (المائدۃ: ۳۳، ۳۸) اور سود، جوا، ناپ تول میں کمی بیشی، بیع غرر، ذخیرہ اندوزی اور وہ تمام طریقے حرام قرار دیے گئے ہیں جن سے کسی فرد کو مالی نقصان لاحق ہو سکتا ہے۔

## عقل کی حفاظت

عقل کی حفاظت سے مراد یہ ہے کہ اس کو ایسی چیزوں سے بچایا جائے جو انسان کے فتور کا باعث ہوں، اسے آفتوں میں مبتلا کر دینے والی ہوں اور ان کی وجہ سے وہ اذیت میں مبتلا ہو۔ چنانچہ شریعت میں شراب اور دوسری تمام نشہ آور اشیاء حرام ہیں اور ان کے استعمال پر سزا نافذ کی جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّمَا الْخَمْرُ  
وَالْمَيْسِرُ وَالْأَنْصَابُ وَالْأَزْلَامُ  
رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّيْطَانِ فَاجْتَنِبُوهُ  
لَعَلَّكُمْ تَفْلِحُونَ. إِنَّمَا يُرِيدُ الشَّيْطَانُ  
أَنْ يُوقِعَ بَيْنَكُمْ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَاءَ فِي  
الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ وَيَصُدَّكُمْ عَنْ ذِكْرِ  
اللَّهِ وَعَنِ الصَّلَاةِ فَهَلْ أَنْتُمْ مُنْتَهُونَ -  
(المائدۃ: ۹۰-۹۱)

اے لوگو جو ایمان لائے ہو، یہ شراب اور  
جوا اور یہ آستانے اور پانسے، یہ سب  
گندے شیطانی کام ہیں۔ ان سے پرہیز  
کرو، امید ہے کہ تمہیں فلاح نصیب  
ہوگی۔ شیطان تو یہ چاہتا ہے کہ شراب اور  
جوائے کے ذریعے سے تمہارے درمیان  
عداوت اور بغض ڈال دے اور تمہیں خدا  
کی یاد سے اور نماز سے روک دے، پھر کیا  
تم ان چیزوں سے باز رہو گے!؟

اور نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

من شرب الخمر فاجلدوه - ۲۰

جو شخص شراب نوشی کرے اسے کوڑے

لگاؤ۔

شریعت کے یہی وہ پانچ مصالح ہیں جنہیں 'مصالح ضروریہ' سے تعبیر کیا گیا ہے۔ ان کی حفاظت کو شریعت نے لازم قرار دیا ہے اور ان کو پامال کرنے والے کے

خلاف سزا نہیں مقرر کی گئی ہیں۔ امام غزالی فرماتے ہیں:

”ان پانچ اصولوں کی حفاظت ضروریاتِ انسانی میں شمار ہوتی ہیں اور مصالحِ خلق کا یہ اعلیٰ ترین درجہ ہے..... ان مصالح کی حفاظت کی تاکید دنیا کے ہر مذہب اور مہذب سوسائٹی نے کی ہے۔“ ۲۱-  
 علامہ ابوالسحاق الشاطبیؒ ان مصالح کی اہمیت سے متعلق لکھتے ہیں:  
 ”دین و دنیا کے مصالح کے قیام کے لیے یہ ضروری ہیں۔ اگر یہ مفقود ہوں تو سلامتی کے ساتھ مصالحِ دنیا قائم نہیں رہ سکیں گے، بلکہ انسانی زندگی میں فساد اور خلفشار رونما ہوگا اور اخروی زندگی میں نجات و کامیابی سے محرومی ہاتھ آئے گی، جو سراسر نقصان اور خسران ہے۔“ ۲۲-

## ۲- مصلحتِ حاجیہ

مصلحت کی دوسری قسم، جس کی شریعت نے رعایت کی ہے، مصلحتِ حاجیہ ہے۔ اس سے مراد وہ مصلحت ہے جس کی رعایت سے انسانی زندگی میں سہولت پیدا ہو اور عدم رعایت سے تنگی اور مشقت لاحق ہو، مگر اس درجہ میں نہ ہو، جیسا کہ مصالحِ ضروریہ کے فوت ہونے سے لاحق ہوتی ہے۔ امام شاطبیؒ لکھتے ہیں:

”حاجیات کے معنی یہ ہیں کہ ان کی ضرورت توسع کے حصول اور تنگی کے ازالہ کے مقصد سے ہوتی ہے کہ اگر وہ پوری نہ ہوں تو حرج اور مشقت لاحق ہو اور اگر ان کی رعایت ملحوظ نہ رکھی جائے تو مکلف افراد فی الجملہ حرج اور مشقت میں مبتلا ہو جائیں، مگر وہ اس درجہ میں نہ پہنچے کہ ان سے فساد رونما ہو، جیسا کہ مصالحِ ضروریہ کے نہ پائے جانے سے فساد رونما ہوتا ہے۔“ ۲۳-

اس تعریف کی روشنی میں علماء نے مصلحتِ حاجیہ کی دو قسمیں بیان کی ہیں: حاجیہِ اصلیہ، حاجیہِ مکملہ۔ یہ دونوں قسمیں تمام احکام، عبادات، معاملات، عادات اور

دین میں مصالح کی اہمیت

جنایات میں موجود ہیں۔ عبادات میں مصلحت حاجیہ کی رعایت کی مثال احکام کی تعمیل میں رخصتوں کی موجودگی ہے، جیسے مجبور کے لیے کلمہ کفر کہنے، اضطرابی حالت میں مردار کھانے، پانی کی عدم موجودگی یا مرض کی صورت میں تیمم کرنے اور حیض و نفاس کی حالت میں نماز ترک کرنے کی رخصت دی گئی ہے۔ اسی طرح مریض، مسافر، حاملہ اور مرضہ کو روزے دوسرے ایام میں رکھنے کی اجازت دی گئی ہے۔

معاملات میں مصلحت حاجیہ کی مثالوں میں کم سن بچی کے نکاح کے انعقاد کے لیے ولی کی شرط، خرید و فروخت، اجارہ، مساقاۃ اور قرض کے لین دین کے معاملات کو پیش کیا جاسکتا ہے۔ ان میں سے کوئی بھی چیز مصلحت ضروریہ میں سے نہیں ہے کہ اس پر عمل نہ کرنے سے انسان کے بنیادی حقوق پامال ہوتے ہوں، مگر زندگی کی بقا کے لیے یہ چیزیں ضروری ہیں۔ عادات میں مصلحت حاجیہ کی مثال شکار کا جائز ہونا اور کھانے پینے میں پاکیزہ چیزوں سے لطف اندوزی کا درست ہونا ہے۔

یہ مثالیں مصلحت حاجیہ اصلیہ کی ہیں۔ مصلحت حاجیہ مکملہ کی مثالوں میں مسافر اور مریض کے لیے دو نمازوں کو ایک وقت میں ادا کرنے اور حالت سفر میں قصر کی اجازت، صغیرہ کے نکاح میں کفو کی رعایت، مہر مثل، قرض و رہن میں گواہی وغیرہ قابل ذکر ہیں۔

### ۳۔ مصلحت تحسینیہ

مصلحت کی تیسری قسم تحسینیہ ہے۔ اس سے مراد وہ مصلحت ہے جس کی رعایت سے احکام و اعمال میں حسن اور خوبی پیدا ہو اور عقل سلیم اس کا تقاضا کرے، لیکن عدم رعایت سے حرج اور تنگی پیدا نہ ہو۔ یہ مصلحت بھی عبادات، معاملات، عادات اور جنایات میں پائی جاتی ہے۔ اس کی مثالیں یہ ہیں: نجاست کو زائل کرنا، پردہ کرنا، زیب و زینت اختیار کرنا، صدقہ و خیرات کرنا، کھانے پینے میں آداب ملحوظ رکھنا، غیر پاکیزہ چیزیں کھانے سے پرہیز کرنا، اسراف اور فضول خرچی سے بچنا، گندگی کی خرید و فروخت

سے منع کرنا یا زائد پانی یا گھاس سے روکنا، غلام کو گواہی اور امامت و خلافت کے لیے نااہل قرار دینا، اسی طرح عورت کو امامت کے لیے نااہل قرار دینا، یا اس کے از خود نکاح کرنے کی ممانعت، یا غلام کے بدلے آزاد کو قتل کرنے کی ممانعت، یا جہاد میں بچوں، بوڑھوں اور عورتوں کو مارنے کی حرمت وغیرہ۔ ۲۴

اخروی مصلحت کے حوالے سے ایک بات یہ بھی جانی چاہیے کہ اس میں رضائے الہی کا حصول، جنت میں داخلہ اور جہنم کی آگ سے نجات کے ساتھ تزکیہ و تربیت نفس، تہذیب اخلاق، عبادات پر مشقتوں کی برداشت کی تربیت اور قوائے شہوانیہ و غضبیہ پر کنٹرول وغیرہ مطلوب و مراد ہیں۔

مصالح کی تینوں قسموں میں مصلحت ضروریہ بنیادی اہمیت کی حامل ہے اور باقی دونوں قسمیں اس کی تابع ہیں۔ اگر مصلحت ضروریہ مفقود ہوگی تو بہ درجہ اولیٰ مصلحت حاجیہ و مصلحت تحسینیہ بھی مفقود ہوں گی، لیکن اس کے برعکس کا وقوع لازم نہیں۔ مصالح کے حوالے سے دوسری اہم اور قابل ذکر بات یہ ہے کہ یہ خواہشات نفسانی کی تابع نہیں ہیں، یعنی خواہش نفس کو مصلحت قرار نہیں دیا جاسکتا، کیوں کہ شریعت اسی لیے آتی ہے کہ لوگوں کو ہوائے نفس کی جکڑ بندیوں سے نکال کر اللہ تعالیٰ کی عبادت کی طرف لائے۔ ۲۵

مصالح دین انہی اقسام میں محدود نہیں ہیں

دین میں مصالح اور حکمتوں کی تشریح میں علماء نے عام طور پر انھیں پنج گانہ مصالح کا تذکرہ کیا ہے اور ان میں تین درجات (ضروریہ، حاجیہ اور تحسینیہ) قائم کیے ہیں۔ مگر بعض علماء نے اس بات کی وضاحت کی ہے کہ مصالح دین انہی اقسام میں محدود و محصور نہیں ہیں۔ پروفیسر ڈاکٹر محمد نجات اللہ صدیقی مصالح کی اقسام میں توسیع کے قائل ہیں۔ اس سلسلے میں انھوں نے امام ابن تیمیہؒ اور ابن قیمؒ کے اقوال نقل کیے ہیں۔ علامہ ابن القیمؒ کا حوالہ پیچھے گزر چکا ہے۔ علامہ ابن تیمیہؒ فرماتے ہیں:

”بعض لوگ مصالح مرسلہ کو جان، مال، عزت و آبرو، عقل اور دین کے

دین میں مصالح کی اہمیت

تحفظ میں محصور کر دیتے ہیں، مگر ایسا کرنا صحیح نہیں ہے، بلکہ مصالحِ مرسلہ یہ ہیں کہ منافع حاصل کیے جائیں اور مضرتیں دور کی جائیں..... دنیا میں (جلبِ منفعت کی مثال) وہ معاملات اور سرگرمیاں ہیں جن میں عامۃ الناس کی بھلائی مضمر ہو، خواہ ان سے متعلق کوئی حد شرعی مقرر کی گئی ہو یا نہ کی گئی ہو اور دین میں (جلبِ منفعت کی مثال) وہ احوال و معارف، عادات اور زہد کی باتیں ہیں جن میں انسانوں کی بھلائی مضمر ہے جس سے شریعت نے منع نہ کیا ہو۔ جن لوگوں نے مصالح کو ان سزاؤں سے وابستہ کر دیا جو فساد کو دور رکھنے کے لیے مقرر کی گئی ہیں یا جو اموال یا جسم انسانی کو محفوظ رکھنے کے لیے مقرر کی گئی ہیں ان میں انھوں نے کوتاہی برتی ہے۔“ - ۲۶

ڈاکٹر موصوف نے روایتی فہرست میں اضافہ کی ضرورت پر روشنی ڈالتے

ہوئے لکھا ہے:

’ایک خیال یہ بھی ہے کہ مقاصد کی روایتی فہرست بیخ گانہ دین، جان، عقل، نسل اور مال میں خود اتنی وسعت ہے کہ بہت سے نئے مقاصد اس فہرست میں داخل سمجھے جاسکتے ہیں۔ مثلاً عدل و انصاف دین میں اور ازالہ غربت اور کفالت عامہ حفظ جان میں شامل سمجھے جاسکتے ہیں۔ ہمیں دو وجہوں سے اس فکر و سوچ سے اتفاق نہیں ہے۔ پہلی وجہ یہ ہے کہ، جیسا کہ ابن تیمیہ نے کہا ہے، مقاصد شریعت کے بیان میں تحفظ سے آگے بڑھ کر ترقی دینے اور بڑھوتری کو بھی شامل کرنا ضروری ہے۔ روایتی فہرست میں سارا زور دفعِ مضرت پر ہے، جلبِ منفعت کا پہلو دب گیا ہے۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ موجودہ عالمی اور قومی سطح کے مسائل میں ماحولیاتی تلوث پر کنٹرول، کائنات کے قدرتی وسائل کا بچاؤ، عمومی اور کلی تباہی چمانے والے اسلحوں کے استعمال اور ان کی پیداوار پر پابندی اور موجودہ نیوکلیائی ہتھیاروں، نیز کیمیاوی اور حیاتیاتی اسلحوں کا تلف کیا جانا

اور اقوام عالم کے باہم امن و چین سے رہ سکنے کے دوسرے تقاضے پورے کرنے کے لیے یہ بہتر ہے کہ ان امور سے مناسبت رکھنے والی اسلامی تعلیمات کو اہمیت کے ساتھ پیش کیا جائے۔“ - ۲۷

موصوف نے روایتی فہرست میں درج ذیل مصالِح کے اضافہ کی تجویز رکھی ہے اور ان پر قرآن و حدیث سے دلائل دیے ہیں:

۱- انسانی عز و شرف، ۲- بنیادی آزادیاں، ۳- عدل و انصاف، ۴- ازالہ غربت اور کفالت عامہ، ۵- سماجی مساوات اور دولت و آمدنی کی تقسیم میں پائی جانے والی ناہمواری کو بڑھنے سے روکنا، ۶- امن و امان اور نظم و نسق، ۷- بین الاقوامی سطح پر باہم تعامل و تعاون۔ ۲۸

مصالحِ دین اور عقل

احکامِ دین میں مصالِح اور حکمتوں کی دریافت عقل کرتی ہے، لیکن بعض اوقات عقل کی بنیاد پر شریعت کا حکم بھی مستتب کیا جاتا ہے۔ جیسا کہ معلوم ہے کہ شریعت کا چوتھا ماخذ قیاس ہے، اس میں مسئلہ زیر بحث سے متعلق نص نہ ہونے کی وجہ سے عقل کی بنیاد پر شریعت کا حکم معلوم کیا جاتا ہے۔ جمہور فقہاء نے قیاس کو شریعت کی ایک اصل قرار دیا ہے۔ ۲۹ رسول کریم ﷺ نے متعدد مواقع پر عقل کی بنیاد پر دیے گئے مشوروں کو قبول فرمایا ہے ۳۰ اسی طرح صحابہ کرامؓ اور تابعین عظام نے قیاس و عقل سے شریعت کے احکام وضع کیے ہیں۔ امام ابن تیمیہؒ لکھتے ہیں:

فَأَمَّا تَحْقِيقَ الْمَنَاطِ فَهُوَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ  
بَيْنَ الْمُسْلِمِينَ وَهُوَ أَنْ يَنْصَحَ اللَّهُ  
عَلَى تَعْلِيلِ الْحُكْمِ بِمَعْنَى عَامٍ كَلْمِي،  
فَيَنْظُرُ فِي ثُبُوتِهِ فِي أَحَادِ الصُّورِ أَوْ  
أَنْوَاعِ الْعَامِ۔ ۳۱

شرعی احکام میں متعلق و مطلوب حکم کی تحقیق کے بارے میں مسلمانوں کا اتفاق ہے کہ شریعت میں حکم بمعنی عام کی تعلیق کی جائے گی (یعنی اس کے مصداق کی تحقیق کی جائے گی) اور افراد پر حکم کے اطلاق یا کسی خاص نوع میں اثبات کے لیے غور و فکر کیا جائے گا۔



امام موصوف آگے اس کی مزید تشریح کرتے ہوئے رقم طراز ہیں:

”مختلف امور، جیسے انصاف کرنا، یا استقبال کعبہ یا جیسے شراب، جوا، مردہ، خون اور خنزیر کے حرام ہونے سے متعلق قرآن و حدیث میں عام حکم ہے، مگر شخص خاص سے متعلق طے کرنا کہ اس نے احکام کی خلاف ورزی کی یا نہیں، یا فلاں چیز حرام کردہ اشیاء کی تعریف میں آتی ہے یا نہیں؟ یہ سب باتیں قیاس کے ذریعہ ہی طے کی جاتی ہیں۔“ ۳۲۔

احکام پر عمل حکمتوں کے جاننے پر موقوف نہیں

بلاشبہ اللہ تعالیٰ کا عطا کردہ دین مصالح اور حکمتوں پر مبنی ہے، مگر احکام دین پر عمل حکمتوں کے جاننے پر موقوف نہیں ہے، کیوں کہ عقل انسانی محدود ہے اور ضروری نہیں کہ وہ اللہ تعالیٰ کی تمام حکمتوں کو جان لے۔ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی لکھتے ہیں:

أنه لا يحل ان يتوقف في امثال  
 أحكام الشرع اذا صحّت بها  
 الرواية على معرفة تلك المصالح  
 لعدم استقلال عقول كثير من الناس  
 في معرفة كثير من المصالح ولكون  
 النبي ﷺ أوثق عندنا من  
 عقولنا۔ ۳۳۔

احکام شرعیہ پر عمل کرنے میں، جب کہ وہ صحیح روایت سے ثابت ہو جائیں، ان کی مصلحتوں کے جاننے تک توقف کرنا جائز نہیں۔ کیوں کہ بہت سے انسانوں کی عقلیں بہت سی حکمتوں کو بطور خود نہیں سمجھ سکتیں اور نبی کریمؐ کی ذات ہمارے نزدیک ہماری عقلوں سے کہیں زیادہ قابل اعتماد ہے۔

### خلاصہ بحث

خلاصہ بحث یہ ہے کہ اللہ رب العالمین کا عطا کردہ دین بندوں کے دینی و دنیاوی مصالح اور حکمتوں پر مبنی ہے، اس لیے اس سے بڑھ کر اور کوئی طریقہ انسانوں کے لیے مفید اور انجام کے اعتبار سے قابل اطمینان و موجب فلاح و نجات نہیں ہو سکتا۔ لہذا اس دین کو ترک کرنا اور اس کو ازکار رفتہ قرار دینا انسان کی نادانی پر مبنی ہے، جس کے سنگین نتائج ہو سکتے ہیں۔

## حواشی و مراجع

۱. مثال کے طور پر دیکھیے محاسن الشریعہ، امام محمد بن اسماعیل (م ۳۶۵ھ)، محاسن الاسلام، ابو عبد اللہ بن عبد الرحمن البخاری (م ۳۴۶ھ)، الاعلام بمناقب الاسلام، ابوالحسن العامری (م ۳۸۱ھ)، حجة اللہ البالغہ، شاہ ولی اللہ محدث دہلوی (م ۱۱۷۶ھ)۔

۲. منہاج السنۃ النبویہ، ابن تیمیہ، تحقیق الدكتور محمد رشاد سالم، ادارة الثقافة والنشر، جامعة الامام محمد بن سعود الاسلامیة، المملكة العربیة السعودیة، طبع اول، ۱۴۰۶ھ/ ۱۹۸۶ء، ۱/۱۳۱۔ امام ابن تیمیہؒ نے لکھا ہے کہ بعض منکرین قیاس اور ایک دودگیگر لوگ احکام میں علت و حکمت کا انکار کرتے ہیں، ورنہ جمہور امت اس کے قائل ہیں۔

۳. حوالہ سابق

۴. حوالہ سابق

۵. مجموع فتاویٰ ابن تیمیہ، ۸/۹۷

۶. حجة اللہ البالغہ، شاہ ولی اللہ محدث دہلوی، طبع اول ۱۳۸۳ھ، فیصلہ پبلیکیشنز دیوبند، ص ۴-۵

۷. سورۃ البقرۃ: ۲۶۰

۸. حجة اللہ البالغہ، ص ۸

۹. مجموع فتاویٰ ابن تیمیہ، ۸/۴۳۵-۴۳۶

۱۰. الموافقات فی اصول الشریعہ، ابواسحاق الشاطبی، المطبعة الرحمانیہ مصر، ۲/۶

۱۱. اعلام المتوہعین عن رب العالمین، ابن القیم الجوزیہ، دار الجیل للنشر والتوزیع والطباعة، بیروت، ۳/۳

۱۲. المستصفی فی علم الاصول، حجة الاسلام ابو حامد محمد بن محمد بن محمد الغزالی، المطبعة

- الامیریۃ، بولاق، مصر، ۱۳۲۴ھ، ۲۸۶/۱
- ۱۳ امام شاطبی کے ذکر کردہ مقاصدی قواعد- ایک تجزیاتی مطالعہ، ڈاکٹر عبدالرحمن ابراہیم کیلانی، المعهد العالمی للتفکر الاسلامی، ص ۴۳، بحوالہ الاحکام للمآدمی، ۳/۲۷۹
- ۱۴ حوالہ سابق، بحوالہ مقاصد الشریعۃ الاسلامیۃ، طاہر بن عاشور، ص ۵۱
- ۱۵ حوالہ سابق، بحوالہ مقاصد الشریعۃ ومکارمہا، علاء الفاسی، ص ۳
- ۱۶ حوالہ سابق، ص ۴۴، بحوالہ المقاصد العامۃ للشریعۃ الاسلامیۃ، ڈاکٹر یوسف العالم، ص ۷۹
- ۱۷ الموافقات فی اصول الشریعۃ، ۸/۲
- ۱۸ صحیح البخاری، کتاب الجہاد، باب لا یعذب بعداب اللہ
- ۱۹ فیض القدر شرح الجامع الصغیر للمناوی، ۶/۶۴
- ۲۰ مسند احمد، ۲/۱۶۶، ابوداؤد، کتاب الحدود، باب اذا تتابع فی شرب الخمر، ترمذی، کتاب الحدود، باب ماجاء فی شرب الخمر فاجلدوه فان عاد فی الربیعۃ فاقتلوه
- ۲۱ المستصفی فی علم الاصول، الغزالی، ۱/۲۸۷-۲۸۸، دیکھیے بحث الاستصلاح
- ۲۲ الموافقات فی اصول الشریعۃ، ۸/۲
- ۲۳ حوالہ سابق، ۲/۱۰-۱۱، المستصفی، ۱/۲۸۹-۲۹۰
- ۲۴ الموافقات، ۱/۱۱-۱۲
- ۲۵ حوالہ سابق، ۲/۳۷-۳۸
- ۲۶ مقاصد شریعت، ڈاکٹر محمد نجات اللہ صدیقی، مرکزی مکتبہ اسلامی پبلشرز نئی دہلی، ص ۳۰، بحوالہ مجموعۃ الرسائل والمسائل لابن تیمیہ، جلد ۴-۵، ص ۱۷۴-۱۷۵
- ۲۷ حوالہ سابق، ص ۳۸-۳۹
- ۲۸ حوالہ سابق، ص ۳۹
- ۲۹ الموسوعۃ الفقہیۃ، وزارة الاوقاف والشؤون الاسلامیۃ، کویت، ۳۳/۹۱
- ۳۰ مثال کے طور پر آپ نے بعض جنگوں میں میدان جنگ کے انتخاب میں بعض صحابہ

کے مشورے کو قبول فرمایا۔ اسی طرح آپؐ نے ایک صحابی کے مشورے سے انگوٹھی میں محمد رسول اللہؐ کا نام کندہ کرایا اور اس کو مہر کے طور پر استعمال کیا۔ اذان کا طریقہ بھی مشورے کی بنیاد پر طے کیا گیا، پیاز اور لہسن کھا کر مسجد میں آنے کی ممانعت ایک ضرر کی وجہ سے کی گئی۔ جمعہ کے دن غسل پسینے سے پیدا ہونے والی بدبو سے بچنے کے لیے مشروع کیا گیا، وغیرہ۔

۳۱ منہاج السنۃ النبویۃ، ۶/۲۷۷

۳۲ حوالہ سابق،

۳۳ حجۃ اللہ البالغۃ، ص ۶



## ﴿ معرکہ اسلام و جاہلیت ﴾

مولانا صدر الدین اصلاحی

اسلام کی بصیرت افروز آگہی کے لیے جاہلیت سے واقفیت ناگزیر ہے۔

☆ عقائد، عبادت، اخلاقیات اور زندگی کے تمام معاملات میں جاہلیت اور اسلام کے درمیان اصولی فرق کیا ہے؟

☆ دونوں کے درمیان فطری اور مسلسل کش مکش کا انداز کیا ہے؟

☆ جاہل عناصر کس طرح اسلامی تصورات میں اپنی جگہ بنا لیتے ہیں؟

ان اہم پہلوؤں پر اس کتاب میں سیر حاصل بحث کی گئی ہے۔ مصنف کے گہر بارقلم نے

موضوع کا حق ادا کر دیا ہے۔ صفحات: ۲۱۶ قیمت: -/۸۵ روپے

اس کتاب کا انگریزی ترجمہ ڈاکٹر اسرار احمد خان نے انتہائی معاری اور دلکش اسلوب میں

Islamic Civilization in its Real Prespective کے نام سے کیا ہے۔

آفسیٹ کی عمدہ طباعت صفحات: ۱۳۷ قیمت: -/۹۰ روپے

ملنے کے پتے : ادارہ تحقیق و تصنیف اسلامی، پوسٹ بکس نمبر-۹۳، علی گڑھ-۲

مرکزی مکتبہ اسلامی پبلیشرز، دعوت نگر ابوالفضل انکلیو، نئی دہلی-۲۵